نازیہ زریں
پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اقبال اسٹڈیز، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور۔
ڈاکٹر محمد اصغر سیال
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اقبال اسٹڈیز، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور۔
ڈاکٹر ارم صبا (معاون نگران)
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اقبال اسٹڈیز، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور۔

متوازن تصورِ نسواں: اقبال کے نجی مکاتیب کے تناظر میں

Nazia Zareen
PhD Scholar, Department of Iqbal Studies, The Islamia University of Bahawalpur.
Dr. Muhammad Asghar Sial
Assistant Professor, Department of Iqbal Studies, The Islamia University of Bahawalpur.
Dr. Irum Saba
Assistant Professor, Department of Iqbal Studies, The Islamia University of Bahawalpur.

Balanced Concept of Womanhood: In the Context of Iqbal's Private Letters

This research paper presents a detailed analytical study of Allama Muhammad Iqbal's balanced concept of womenhoodas reflected in his private and family letters.Unlike extreme traditional or purely modern perspectives, Iqbal's view of women is founded on balanced, dignity,moral responsibility and intellectual development.His private correspondence reveals that he considered women central to family stability,ethical training of future generations,and the moral reconstruction of society. Through an examination of letters written to family members,Atiya Faizi and other contemporary women,the study highlight Iqbal's emphasis on female education,character building,self-respect and social awareness.These letters provide a practical interpretation of his philosophical ideas,showing how his thoughts on womenhood were applied in everyday life rather than

remaining abstract theories. The research also demonstrates that Iqbal's family letters offer a clear and realistic picture of his views on women, where affection, guidance and responsibility coexist.The study concludes that Iqbal's concept of womenhood is reformative, balanced and deeply relevant to contemporary discussions on women's roles in education, family and society.

Key Words: *Allama Muhammad Iqbal,private letters,family letters of Iqbal,Balanced concept of womenhood, International correspondence, letters to Atiya Faizi,Iqbal and contemporary women, Reformative thought, urdu epistolary tradition.*

عورت کا تصور کسی بھی مفکر کے فکری نظام میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ عورت خاندان، معاشرے اور تہذیب کی تشکیل میں مرکزی کردار ادا کرتی ہے۔ علامہ محمد اقبال نے عورت کے مسئلے کو محض جذباتی یا روایتی انداز میں نہیں دیکھا بلکہ اسے ایک فکری اور اصلاحی مسئلہ سمجھا۔ ان کے نجی مکاتیب اس حوالے سے خاص اہمیت رکھتے ہیں کیونکہ ان میں اقبال کے خیالات براہ راست، واضح اور غیر تصنعی انداز میں سامنے آتے ہیں۔

اقبال کے نزدیک عورت محض گھریلو زندگی تک محدود وجود نہیں بلکہ ایک باشعور اور ذمہ دار فرد ہے۔ ان کے مکاتیب سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ عورت کی عزت، تعلیم اور اخلاقی کردار کو ملت کی بقا سے جوڑتے ہیں۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

> "اقبال کے نجی مکاتیب میں عورت کے بارے میں ایک متوازن اور عملی تصور ملتا ہے"۔[1]

یہ تمہید اس بات کو واضح کرتی ہے کہ اقبال کا تصور نسواں محض شاعری تک محدود نہیں بلکہ ان کی عملی اور نجی تحریروں میں بھی پوری وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔

علامہ اقبال کے نجی مکاتیب ان کی فکر کو سمجھنے کا ایک مستند اور قابل اعتماد ذریعہ ہیں۔ چونکہ یہ خطوط رسمی یا ادبی نمائش کے لیے نہیں لکھے گئے، اس لیے ان میں خیالات اپنی اصل اور غیر مصنوعی صورت میں ملتے ہیں۔ عورت کے بارے میں اقبال کا نقطہ نظر بھی ان مکاتیب میں واضح اور حقیقت پسندانہ انداز میں سامنے آتا ہے۔ نجی مکاتیب میں اقبال عورت کو فکری مکالمے کا حصہ بناتے ہیں، خاص طور پر تعلیم، اخلاق اور تہذیب کے حوالے سے۔ یہ پہلو ان کے متوازن تصور نسواں کو سمجھنے میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی اس پہلو کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اقبال کے خطوط میں ان کی فکری دیانت اور عملی سوچ براہ راست نظر آتی ہے"۔(۲)

یہی وجہ ہے کہ اقبال کے نجی مکاتیب عورت کے بارے میں ان کے حقیقی اور متوازن نظریات کی عکاسی کرتے ہیں۔ اقبال کے نجی مکاتیب میں عورت کو عزت، وقار اور ذمہ داری کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ وہ عورت کو کمزور یا تابع مخلوق نہیں سمجھتے بلکہ اسے اخلاقی قوت اور فکری صلاحیت کا حامل فرد قرار دیتے ہیں۔ ان مکاتیب میں عورت کے کردار کو خاندان اور معاشرے دونوں سطحوں پر اہم قرار دیا گیا ہے۔

اقبال کے نزدیک عورت کی اصل طاقت اس کے کردار اور تربیت میں مضمر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ عورت کی تعلیم کو محض معاشی ضرورت نہیں بلکہ اخلاقی اور فکری فریضہ قرار دیتے ہیں۔ ڈاکٹر جاوید اقبال لکھتے ہیں:

"اقبال عورت کو ملت کی اخلاقی بنیاد سمجھتے ہیں"۔(۳)

یہ تجزیہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ اقبال کا تصور نسواں ایک جامع، متوازن اور اصلاحی تصور ہے جو ان کے نجی مکاتیب میں پوری وضاحت کے ساتھ جلوہ گر ہے۔

علامہ اقبال کے نجی مکاتیب میں تعلیم نسواں کا تصور محض ڈگری یا معاشی خود کفالت تک محدود نہیں۔ وہ عورت کی تعلیم کو کردار سازی، فکری بیداری اور اخلاقی تربیت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ان کے مکاتیب میں یہ نکتہ بار بار سامنے آتا ہے کہ تعلیم اگر اخلاق سے خالی ہو تو وہ فرد اور معاشرے دونوں کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔

اقبال عورت کی ذہنی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد رکھتے ہیں، مگر وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ تعلیم کا رخ تہذیبی اقدار سے ہم آہنگ ہونا چاہیے۔ نجی مکاتیب میں عورت کو علم کے ساتھ شعور اور ذمہ داری سکھانے کی تلقین ملتی ہے۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

"اقبال کے نزدیک عورت کی تعلیم کا اصل مقصد اخلاقی اور فکری تربیت ہے"۔(۴)

یہ مؤقف اقبال کے، توازن تصور نسواں کی بنیادی جہت کو واضح کرتا ہے۔

اقبال کے ان مکاتیب میں عورت کی اخلاقی تربیت اس کی بڑی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔ وہ عورت کو محض سماجی کردار تک محدود نہیں کرتے بلکہ اسے اخلاقی قوت کا سرچشمہ سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک خاندان اور معاشرے کی اصلاح کا آغاز عورت کی اصلاح سے ہوتا ہے۔ ان مکاتیب میں اقبال عورت کو صبر، حیا، خودداری اور ذمہ داری جیسی اقدار کی حامل شخصیت کے طور پر دیکھتے ہیں۔ یہ اوصاف ان کے تصور نسواں کو محض نظری نہیں بلکہ عملی بناتے ہیں۔ ڈاکٹر خلیق احمد نظامی اس پہلو کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اقبال کے تصور میں عورت کی اخلاقی تربیت معاشرتی استحکام کی بنیاد ہے"۔ (۵)

یوں اقبال کے نجی مکاتیب عورت کو معاشرتی اصلاح کا مرکز ثابت کرتے ہیں۔

علامہ اقبال کے نزدیک خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی ہے اور عورت اس اکائی کی روح ہے۔ ان کے نجی مکاتیب میں عورت کو خاندان کی فکری اور اخلاقی نگہبان کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ وہ عورت کے گھریلو کردار کو کم تر نہیں سمجھتے بلکہ اسے ایک اہم سماجی ذمہ داری قرار دیتے ہیں۔

اقبال کے نجی مکاتیب میں یہ بات واضح ہے کہ عورت اگر فکری اور اخلاقی اعتبار سے مضبوط ہو تو پورا خاندان مستحکم ہو جاتا ہے، اسی استحکام سے صحت مند معاشرہ جنم لیتا ہے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال لکھتے ہیں؛

"اقبال کے نزدیک عورت خاندان کی فکری بنیاد ہے"۔ (۶)

یہ نقطہ نظر اقبال کے تصور نسواں کو مزید واضح کرتا ہے۔

اقبال کے نجی مکاتیب میں نسوانی آزادی کا تصور نہ انتہا پسندانہ ہے اور نہ محدود۔ وہ عورت کی آزادی کے قائل ہیں، مگر اخلاقی اور تہذیبی حدود کے اندر۔ ان کے نزدیک آزادی کا مقصد خودی کی تعمیر ہونا چاہیے نہ کہ بے راہ روی۔ اقبال مغربی تصور نسواں پر تنقید کرتے ہیں کیونکہ ان کے خیال میں اس تصور نے عورت کو اس کی اصل انسانی قدر سے دور کر دیا ہے۔ نجی مکاتیب میں یہ تنقید نہایت سنجیدہ اور فکری انداز میں سامنے آتی ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں:

"اقبال عورت کی آزادی کے مخالف نہیں بلکہ بے مقصد آزادی کے ناقد ہیں"۔ (۷)

یہ اعتدال ہی اقبال کے تصور نسواں کو متوازن اور قابل عمل بناتا ہے۔

علامہ اقبال کے نجی مکاتیب اردو نثر کا اہم حصہ ہیں۔ ان مکاتیب میں اقبال کی شخصیت شاعر یا فلسفی کے بجائے ایک عملی مفکر، مصلح اور رہنما کے طور پر سامنے آتی ہے۔ یہ مکاتیب ان کی روزمرہ زندگی، فکری الجھنوں، تعلیمی نظریات اور قومی مسائل پر واضح روشنی ڈالتے ہیں۔ نجی مکاتیب وہ خطوط ہوتے ہیں جو کسی فرد کی ذاتی یا محدود سماجی ضرورت کے تحت لکھے جاتے ہیں۔ اقبال کے نجی مکاتیب میں ان کے فکری ارتقاء، ذاتی تجربات اور اصلاحی سوچ کا اظہار ملتا ہے۔ اقبال کے خطوط مختلف مجموعوں میں محفوظ ہیں اور ان مکاتیب کا دائرہ ذاتی، تعلیمی، سیاسی اور فکری امور پر مشتمل ہے۔

اردو ادب میں نجی مکاتیب کو ذاتی اظہار کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے، لیکن حقیقت میں یہ خطوط اپنے عہد کی سماجی، فکری اور تہذیبی تاریخ کا اہم حصہ ہوتے ہیں۔ سر سید احمد خان، غالب، شبلی نعمانی اور مولانا ابوالکلام آزاد کے نجی مکاتیب میں ذاتی معاملات کے ساتھ ساتھ قومی اور تعلیمی مسائل بھی زیر بحث آتے ہیں۔ علامہ اقبال کے خطوط کا مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ وہ خط کو محض خیریت معلوم کرنے کا ذریعہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ اسے فکری مکالمے کا وسیلہ بناتے تھے۔ ان کے مکاتیب میں تعلیم، سیاست اور قوم کی رہنمائی جیسے موضوعات بار بار سامنے آتے ہیں۔ ڈاکٹر جمیل جالبی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"اقبال کے خطوط ان کی شاعری کی تشریح بھی ہیں اور ان کے عملی افکار کی توضیح بھی"۔ (۸)

علامہ اقبال کے عائلی مکاتیب ان کی نجی زندگی اور فکری مزاج کو سمجھنے میں نہایت اہم ہیں۔ یہ مکاتیب والدین، اولاد اور دیگر قریبی رشتہ داروں کے نام لکھے گئے، جن میں اقبال کا انداز نہایت سادہ، مشفقانہ اور اصلاحی ہے۔ ان مکاتیب میں عورت کے بارے میں اقبال کے خیالات زیادہ واضح اور عملی صورت میں سامنے آتے ہیں، کیونکہ یہاں مخاطب براہ راست خاندان کی خواتین بھی ہیں۔ عائلی مکاتیب میں اقبال عورت کو خاندان کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ وہ عورت کی تربیت کو نسل انسانی کی تربیت سے جوڑتے ہیں اور اسے محض گھریلو ذمہ داری نہیں بلکہ ایک عظیم سماجی فریضہ سمجھتے ہیں۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

"اقبال کے عائلی مکاتیب ان کی فکری زندگی کا سب سے بے ساختہ اظہار ہیں"۔ (۹)

یہی بے ساختگی اقبال کے تصور نسواں کو مزید معتبر بناتی ہے۔

اقبال کے عائلی مکاتیب میں عورت کی تعلیم پر خاص زور دیا گیا ہے۔ وہ اپنی اولاد اور خاندان کی خواتین کو ایسی تعلیم کی تلقین کرتے ہیں جو علم کے ساتھ اخلاق اور شعور بھی پیدا کرے۔ ان مکاتیب میں اقبال جدید علوم کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں، مگر اندھی تقلید سے خبردار بھی کرتے ہیں۔

عائلی مکاتیب میں عورت کی تعلیم کا مقصد ایک باشعور ماں، ذمہ دار فرد اور مضبوط کردار کی تشکیل ہے۔ اقبال کے نزدیک عورت کی تعلیمی تربیت براہ راست معاشرتی اصلاح سے جڑی ہوئی ہے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال لکھتے ہیں:

"اقبال اپنے عائلی مکاتیب میں تعلیم کو کردار سازی کا ذریعہ بناتے ہیں"۔ (۱۰)

یہ مکاتیب عورت کے تعلیمی کردار کو ایک نئی جہت دیتے ہیں۔ اقبال کے ان عائلی مکاتیب میں عورت کے اخلاقی کردار پر بار بار زور دیا گیا ہے۔ وہ خاندان کی خواتین کو صبر، خودداری، حیا اور ذمہ داری جیسے اوصاف اپنانے کی تلقین کرتے ہیں۔ ان مکاتیب میں عورت کو اخلاقی قوت کا سرچشمہ قرار دیا گیا ہے۔ اقبال کے نزدیک عورت کا اخلاقی کردار ہی خاندان کے استحکام کی ضمانت ہے، اسی لیے وہ عورت کو محض تابع یا کمزور نہیں بلکہ ایک مضبوط اخلاقی شخصیت کے طور پر دیکھتے ہیں۔ ڈاکٹر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں:

"اقبال کے عائلی مکاتیب عورت کے اخلاقی مقام کو واضح کرتے ہیں"۔ (۱۱)

یہ تجزیہ اقبال کے متوازن تصور نسواں کو عملی شکل دیتا ہے۔ یہ مکاتیب اس حقیقت کو اجاگر کرتے ہیں کہ اقبال عورت کو نہ صرف عزت دیتے ہیں، بلکہ اس پر اعتماد بھی کرتے ہیں۔ ان کا تصور نسواں عملی زندگی سے جڑا ہوا ہے، جس میں عورت کی ذمہ داری، وقار اور سماجی کردار سب شامل ہیں۔ ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں:

"اقبال کے خطوط عورت کے بارے میں ان کے اعتدال پسند اور حقیقت پسندانہ رویے کی عکاسی کرتے ہیں"۔ (۱۲)

علامہ اقبال کے عائلی مکاتیب میں ان کی نجی زندگی کے ساتھ ساتھ ان کا اخلاقی اور اصلاحی تصور بھی نمایاں ہے۔ والد، بیٹے جاوید اقبال اور دیگر اہل خانہ کے نام خطوط میں وہ تعلیم کو محض معاشی ترقی نہیں بلکہ کردار سازی کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ ایک خط میں وہ لکھتے ہیں:

"تعلیم کا مقصد محض نوکری حاصل کرنا نہیں بلکہ انسان بننا ہے"۔ (۱۳)

اس قول سے واضح ہوتا ہے کہ اقبال کے نزدیک تربیت اولاد ایک فکری اور اخلاقی ذمہ داری تھی، نہ کہ رسمی عمل۔ اقبال کے عائلی خطوط میں سادگی، خود احتسابی اور دینی وابستگی پر زور دیا گیا ہے۔ وہ دنیاوی کامیابی کو اخلاقی حدود کے اندر دیکھنا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ اس پہلو کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اقبال اپنے عائلی خطوط میں جس اصلاحی لہجے میں گفتگو کرتے ہیں وہ ان کی شاعری کے خطیبانہ انداز سے مختلف مگر زیادہ مؤثر ہے"۔ (۱۴)

یہ مکاتیب اقبال کو ایک مصلح باپ اور ذمہ دار سرپرست کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

علامہ اقبال کے بین الاقوامی مکاتیب ان کے عالمی شعور اور فکری وسعت کا ثبوت ہیں۔یورپ سے لکھے گئے خطوط میں وہ مغربی تہذیب، تعلیمی نظام اور فکری بحران پر تنقیدی نظر ڈالتے ہیں۔ایک خط میں اقبال مغربی معاشرے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہاں علم تو ہے مگر حکمت نہیں، ترقی ہے مگر روحانیت نہیں"۔(۱۵)

یہ قول اقبال کے مشرق و مغرب کے تقابلی شعور کو واضح کرتا ہے۔

اقبال کے غیر ملکی خطوط میں مشرق و مغرب کا تقابلی مطالعہ بار بار سامنے آتا ہے۔وہ مغرب کی سائنسی ترقی کی تعریف کرتے ہیں، مگر روحانیت سے خالی سمجھتے ہیں۔ان مکاتیب میں اقبال کا مقصد مغرب کی نقالی نہیں بلکہ اس کے تجربات سے سیکھنا ہے۔این میری شمل اس پہلو کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

"Iqbal admired the intellectual discipline of the west but rejected its spiritual emptiness".(16)

یہ رائے اقبال کے بین الاقوامی مکاتیب کے فکری پس منظر کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔

علامہ اقبال کے بین الاقوامی مکاتیب میں امت مسلمہ کا تصور ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔وہ یورپ میں قیام کے دوران مسلمانوں کے فکری زوال اور سیاسی انتشار پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہیں۔ان مکاتیب میں اقبال صرف حالات کا شکوہ نہیں کرتے بلکہ فکری بیداری پر زور دیتے ہیں۔ایک خط میں اقبال مسلمانوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مسلمانوں کی اصل کمزوری ان کی فکری بے سمتی ہے، جب تک سوچ درست نہ ہو، عمل بھی درست نہیں ہو سکتا"۔(۱۷)

اس قول سے واضح ہوتا ہے کہ اقبال کے نزدیک سیاسی مسائل کی جڑ فکری انحطاط ہے۔اقبال کے ان مکاتیب میں مذہب اور جدید دنیا کے تعلق پر بھی تفصیلی گفتگو ملتی ہے۔وہ جدید سائنس اور مذہب کو متصادم نہیں سمجھتے بلکہ ان میں ہم آہنگی کے قائل ہیں۔اقبال کے نزدیک اصل مسئلہ مذہب کی جامد تعبیر ہے، نہ کہ جدید علم۔این میری شمل اس پہلو کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

"Iqbal never rejected modernity, he rejected a modernity without spiritual roots" (18)

یہ بات اقبال کے بین الاقوامی مکاتیب کی فکری بنیاد کو واضح کرتی ہے۔

علامہ اقبال کے عطیہ فیضی کے نام مکاتیب اردو مکتوب نگاری میں فکری اور ذہنی مکالمے کی ایک نمایاں مثال ہیں۔ یہ مکاتیب ان کے تصور نسواں کو سمجھنے میں غیر معمولی اہمیت رکھتے ہیں۔ ان مکاتیب میں اقبال عورت سے فکری مکالمہ کرتے ہیں اور اسے ذہنی و فکری سطح پر ایک برابر کا شریک سمجھتے ہیں۔ یہ مکاتیب اس بات کا ثبوت ہیں کہ اقبال عورت کو محض اصلاح کا موضوع نہیں بلکہ فکری رفیق بھی سمجھتے ہیں۔ یہ خطوط محض ذاتی جذبات یا رسمی گفتگو تک محدود نہیں، بلکہ ان میں اقبال کی فکری الجھنیں، فلسفیانہ سوالات، مذہبی تصورات اور تخلیقی اضطراب پوری وضاحت کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔ عطیہ فیضی چونکہ تعلیم یافتہ باشعور اور مغربی و مشرقی فکر سے آگاہ خاتون تھیں۔ اس لیے اقبال نے ان سے خطاب میں فکری برابری اور ذہنی قربت کو ملحوظ رکھا۔ ایک خط میں اقبال اپنے فکری تناؤ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"میری زندگی کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ میں اپنے خیالات کو ایسے ذہن تک پہنچاؤں جو ان کی گہرائی کو سمجھ سکے"۔(۱۹)

اس اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ اقبال عطیہ فیضی کو محض مخاطب ہی نہیں بلکہ ایک فکری شریک گفتگو سمجھتے تھے۔ ان مکاتیب میں فلسفہ خودی کی ابتدائی اور توضیحی شکل بھی ملتی ہے۔ اقبال بعض مقامات پر اپنے افکار کو شاعری کے بجائے نثری وضاحت کے ذریعے بیان کرتے ہیں، تاکہ ابہام باقی نہ رہے۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"خودی کوئی مجرد خیال نہیں بلکہ ایک مسلسل جدوجہد کا نام ہے"۔(۲۰)

یہ بیان اقبال کی عملی فکر کو ظاہر کرتا ہے جو بعد میں ان کی شاعری کا مرکزی موضوع بنی۔

عطیہ فیضی کے نام خطوط میں اقبال کا مذہبی شعور بھی نمایاں ہے۔ وہ جدید تعلیم یافتہ طبقے میں پیدا ہونے والے شکوک اور فکری انتشار پر کھل کر اظہار کرتے ہیں۔ عطیہ کے نام مکاتیب میں تعلیم، خودی، تہذیب اور مغربی اثرات جیسے موضوعات زیر بحث آتے ہیں۔ اقبال عورت کی ذہنی آزادی کو تسلیم کرتے ہیں مگر اس آزادی کو اخلاقی شعور سے جوڑتے ہیں۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

"عطیہ فیضی کے نام اقبال کے خطوط عورت سے فکری مکالمے کی بہترین مثال ہیں"۔(۲۱)

یہ مکاتیب اقبال کے متوازن تصور نسواں کی ایک اہم جہت پیش کرتے ہیں۔

عطیہ فیضی کے نام مکاتیب میں اقبال عورت کی فکری خود مختاری پر زور دیتے ہیں۔ وہ تعلیم کو عورت کی شخصیت سازی کا بنیادی ذریعہ قرار دیتے ہیں، مگر اس کے ساتھ اخلاقی ضبط اور تہذیبی شناخت کو بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ ان مکاتیب میں عورت کو اپنے اندر اعتماد اور خودی پیدا کرنے کی تلقین ملتی ہے۔ اقبال کے نزدیک عورت کی تعلیم اس وقت مؤثر ہو سکتی ہے جب وہ اپنی تہذیبی جڑوں سے جڑی رہے۔ یہی نقطہ نظر ان کے مکاتیب میں بار بار سامنے آتا ہے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال لکھتے ہیں:

"اقبال عطیہ فیضی کے نام خطوط میں عورت کو فکری خودی کی طرف متوجہ کرتے ہیں"۔ (۲۲)

یہ خطوط عورت کی ذہنی آزادی اور اخلاقی ذمہ داری کے امتزاج کو واضح کرتے ہیں۔

اقبال عورت کو محض گھریلو دائرے تک محدود نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ اسے فکری اور اخلاقی ترقی کا اہم ذریعہ تصور کرتے ہیں۔ ان مکاتیب میں اقبال کی ذاتی تنہائی اور تخلیقی کرب بھی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ وہ بعض مقامات پر اپنے ذہنی اضطراب کو براہ راست بیان کرتے ہیں جو ان کی شاعری میں علامتوں کے پردے میں پوشیدہ رہتا ہے۔ ایک خط میں وہ لکھتے ہیں:

"خاموشی میرے لیے کبھی کبھی سب سے بڑی آزمائش بن جاتی ہے"۔ (۲۳)

مجموعی طور پر عطیہ فیضی کے نام مکاتیب اقبال کی فکری زندگی کا ایک اہم باب ہیں۔ یہ خطوط نہ صرف اقبال کے فلسفیانہ اور مذہبی نظریات کو واضح کرتے ہیں بلکہ ان کے انسانی جذبات، ذہنی کشمکش اور عورت کے بارے میں سنجیدہ اور احترام پر مبنی تصور کو بھی سامنے لاتے ہیں۔ اسی لیے اقبالیات کے سنجیدہ مطالعے میں ان مکاتیب کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

مزید گہرائی میں دیکھا جائے تو عطیہ فیضی کے نام مکاتیب اقبال کی شخصیت کے اس پہلو کو بھی نمایاں کرتے ہیں جو شاعری میں نسبتاً کم واضح ہے۔ یہاں اقبال ایک حساس، سوال کرنے والے اور فکری طور پر بے چین انسان کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ وہ بار بار اپنی فکری تنہائی کا ذکر کرتے ہیں اور یہ احساس دلاتے ہیں کہ بڑے خیالات رکھنے والا شخص اکثر سماج میں اکیلا رہ جاتا ہے۔ ایک خط میں وہ لکھتے ہیں:

"میں اکثر یہ محسوس کرتا ہوں کہ میرے خیالات میرے عہد سے آگے نکل گئے ہیں"۔ (۲۴)

یہ جملہ اقبال کی فکری بے چینی اور دور اندیشی دونوں کا مظہر ہے۔

ان مکاتیب میں اقبال کا تخلیقی شعور بھی پوری طرح سے متحرک نظر آتا ہے۔ وہ اپنی شاعری کے پس منظر، اشعار کے محرکات اور فکری ارتقاء پر کھل کر گفتگو کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ مکاتیب اقبال کی شاعری کو سمجھنے کے لیے ایک اہم معاون متن کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں:

"عطیہ فیضی کے نام خطوط اقبال کی تخلیقی شخصیت کی تفہیم میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں"۔(۲۵)

ان مکاتیب میں اقبال کا اخلاقی شعور بھی نمایاں ہے۔ وہ ذاتی تعلق کو کبھی فکری حدود سے باہر نہیں جانے دیتے اور ایک ذمہ دار مفکر کے طور پر گفتگو کرتے ہیں۔ یہی اعتدال اور فکری وقار ان مکاتیب کو محض ذاتی خطوط کے بجائے علمی دستاویز بنا دیتا ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ عطیہ فیضی کے نام مکاتیب اقبال کے فکری، تخلیقی اور اخلاقی نظام کی جامع تصویر پیش کرتے ہیں۔ یہ خطوط نہ صرف اقبالیات کے طالب علموں کے لیے قیمتی ہیں بلکہ اردو مکتوب نگاری کی روایت میں بھی ایک اعلیٰ مثال کی حیثیت رکھتے ہیں۔

علامہ اقبال کے معاصر خواتین کے نام نجی مکاتیب ان کے تصور نسواں اور سماجی فکر کو سمجھنے میں نہایت اہم ہیں۔ معاصر خواتین کے نام مکاتیب سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ وہ عورت کو ایک ذمہ دار سماجی فرد کے طور پر دیکھتے ہیں۔ وہ عورت کی آزادی، عزت اور تعلیم کے قائل ہیں، مگر اس آزادی کو اخلاقی دائرے میں رکھتے ہیں۔ یہی توازن اقبال کے تصور نسواں کی بنیاد ہے۔ یہ مکاتیب اس حقیقت کی واضح دلیل ہیں کہ اقبال عورت کو محض گھر تک محدود ہستی نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ اسے فکری، اخلاقی اور تہذیبی تعمیر کا ایک فعال رکن تصور کرتے تھے۔ ان مکاتیب میں تعلیم نسواں، اخلاقی تربیت، دینی شعور اور سماجی ذمہ داری جیسے موضوعات نمایاں طور پر سامنے آتے ہیں۔ معاصر خواتین کے نام مکاتیب میں اقبال نے جدید تعلیم کے فوائد کے ساتھ اس کے ممکنہ نقصانات کی بھی نشاندہی کی ہے۔ وہ تعلیم کو محض مغربی تقلید کے بجائے اخلاقی اقدار سے ہم آہنگ دیکھنا چاہتے تھے۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"تعلیم اگر کردار نہ سنوارے تو محض ذہنی بوجھ بن جاتی ہے"۔(۲۶)

ان مکاتیب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اقبال عورت کی خودداری اور خودشناسی کے قائل تھے۔ وہ خواتین کو خود اعتمادی، سادگی اور مقصد حیات سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے مطابق:

"اقبال کے خطوط میں عورت ایک باوقار، خود شناس اور ذمہ دار فرد کے طور پر سامنے آتی ہے"۔(۲۷)

معاصر خواتین کے نام مکاتیب کی ایک اہم خصوصیت ان کا اصلاحی اور مشفقانہ لہجہ ہے۔ اقبال نصیحت کو حکم کے انداز میں نہیں بلکہ خیر خواہی اور فکری رہنمائی کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ یہی پہلو ان مکاتیب کو محض ذاتی مکاتبت کے بجائے سماجی اصلاح کی دستاویز بنا دیتا ہے۔ معاصر خواتین کے نام اقبال کے نجی مکاتیب ان کے متوازن تصور نسواں، اخلاقی فکر اور سماجی شعور کی واضح عکاسی کرتے ہیں۔ یہ مکاتیب عورت کے حوالے سے اقبال کے نقطہ نظر کو سمجھنے کے لیے نہایت اہم ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

علامہ اقبال کا تصور نسواں محض اپنے عہد تک محدود نہیں بلکہ عصری حالات میں بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ آج کے دور میں عورت کی تعلیم، آزادی اور سماجی کردار پر جو بحث جاری ہے، اقبال کے نجی مکاتیب اس حوالے سے ایک متوازن راستہ دکھاتے ہیں۔ وہ عورت کی ترقی کے قائل ہیں مگر اسے اخلاقی انارکی کا ذریعہ نہیں بننے دیتے۔ اقبال کے نجی مکاتیب میں عورت کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق باشعور بنانے کی تلقین ملتی ہے، مگر ساتھ ہی تہذیبی شناخت کے تحفظ پر بھی زور دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

"اقبال کا تصور نسواں ہر دور میں قابل اطلاق ہے"۔(۲۸)

یہ نکتہ اقبال کے تصور نسواں کی ہمہ گیری کو واضح کرتا ہے۔

اقبال کی شاعری میں عورت کا تصور علامتی اور فکری انداز میں پیش ہوا ہے، جب کہ نجی مکاتیب میں یہی تصور عملی اور واضح صورت میں سامنے آتا ہے۔ شاعری میں عورت ملت کی علامت بنتی ہے، جبکہ مکاتیب میں وہ ایک حقیقی فرد کے طور پر نظر آتی ہے۔ یہ تقابل اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اقبال کے نظریات صرف تخیل تک محدود نہیں بلکہ عملی زندگی سے جڑے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں:

"اقبال کی شاعری نظری ہے اور مکاتیب عملی"۔(۲۹)

یہ فرق اقبال کے فکری نظام کو مزید قابل فہم بناتا ہے۔ ان مکاتیب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اقبال کا تصور نسواں متوازن، اخلاقی اور اصلاحی ہے۔ ان نجی مکاتیب میں عورت کو فکری شراکت دار تسلیم کیا گیا ہے۔ اقبال ان مکاتیب میں عورت کی تعلیم کے حامی ہیں مگر اخلاقی حدود کے اندر۔ ان نجی مکاتیب سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اقبال کے عائلی اور نسوانی مکاتیب ان کے نظریات کی عملی شکل پیش کرتے ہیں۔

علامہ اقبال کے ان نجی مکاتیب سے اقبال کا متوازن تصور نسواں پوری وضاحت اور جامعیت کے ساتھ موجود ہے۔ اقبال عورت کو عزت، وقار اور ذمہ داری کے ساتھ دیکھتے ہیں اور اسے معاشرتی اصلاح کا اہم ستون قرار دیتے ہیں۔ ان کے نجی مکاتیب میں عورت کے لیے ایک ایسا راستہ متعین کرتے ہیں جو نہ انتہا پسندی پر مبنی ہے اور نہ جمود کا شکار۔ یہ تصور آج کے دور میں بھی عورت کی تعلیم، کردار اور سماجی مقام کے حوالے سے رہنمائی فراہم کرتا ہے اور اقبال کے فکری نظام کی عملی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ رفیع الدین ہاشمی، مقالات اقبال (لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۴ء) ص، ۱۹۸

۲۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، اقبال کی نثر (اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۶ء) ص، ۲۴۵

۳۔ ڈاکٹر جاوید اقبال، زندہ رود (لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۳ء) ص، ۳۲۲

۴۔ رفیع الدین ہاشمی، فکر اقبال (لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء) ص، ۱۷۶

۵۔ خلیق احمد نظامی، فکر اقبال (لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز ۱۹۹۸ء) ص، ۱۸۴

۶۔ ڈاکٹر جاوید اقبال، زندہ رود (لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۳ء) ص، ۳۲۹

۷۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، اقبال کی نثر (اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن ۲۰۰۶ء) ص، ۲۶۸

۸۔ ایضاً، ص، ۲۳۳

۹۔ رفیع الدین ہاشمی، حیات اقبال اور مکاتیب (لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۱ء) ص، ۱۲۱

۱۰۔ ڈاکٹر جاوید اقبال، زندہ رود (لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۳ء) ص، ۳۴۱

۱۱۔ خلیق احمد نظامی، فکر اقبال (لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۸ء) ص، ۱۹۱

۱۲۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، اقبال کی نثر (اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۶ء) ص، ۲۷۲

۱۳۔ رفیع الدین ہاشمی، (مرتبہ) عائلی مکاتیب اقبال، (لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء)، ص، ۶۱

۱۴۔ اقبال بحیثیت مربی، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ، اقبال بحیثیت مربی (لاہور، اردو سائنس بورڈ، ۲۰۰۱ء) ص، ۸۸

15.B.A Dar,(Edited) Letter's of Iqbal,(Lahore,Iqbal Academy Pakistan,1978),p,55

16.Annemairie schimmel,Iqbal:His life and thought,(vanguard Book,1985)s p,92

17.B.ADar(Edited)Letters of Iqbal,(Lahore,Iqbal Academy, Pakistan1978) p,67

18.Annemairie schimmel,Iqbal:His life and though(vanguard Books,1985) p,108

۱۹۔ رفیع الدین ہاشمی (مرتبہ) اقبال کے خطوط عطیہ فیضی کے نام (لاہور، اقبال اکادمی، پاکستان ۱۹۹۷ء) ص، ۳۱

۲۰۔ ایضاً، ص، ۴۴

۲۱۔ رفیع الدین ہاشمی،، خطوط اقبال (لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء) ص، ۲۱۴

۲۲۔ ڈاکٹر جاوید اقبال، زندہ رود (لاہور،، سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۳ء) ص، ۳۵۶

۲۳۔ رفیع الدین ہاشمی (مرتبہ) اقبال کے خطوط عطیہ فیضی کے نام (لاہور، اقبال اکادمی، پاکستان، ۱۹۹۷ء) ص، ۵۳

۲۴۔ ایضاً، ص ۵۸

۲۵۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، اقبال کی نثر (اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۶ء) ص، ۲۴۱

۲۶۔ ایضاً، ص، ۲۴۹

۲۷۔ رفیع الدین ہاشمی، حیات اقبال اور مکاتیب (لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۱ء) ص، ۱۸۳

۲۸۔ رفیع الدین ہاشمی،، فکر اقبال (لاہور، ۲۰۰۸ء، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء) ص، ۲۲۱

۲۹۔ ڈاکٹر جمیل جالبی، اقبال کی نثر (اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۶ء) ص، ۲۸۵